Al-SHARQ
Vol: 04, Isue:02, July-Dec 2023, pp:87-99

OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Online): 2710-2475
ISSN (Print): 2710-3692
www.alsharqir.com

ڈاکٹر محمد اکرم ضیاء العمری کی "سیرت النبویہ الصحیحہ" کے منہج سیرت کا تجزیاتی مطالعہ

Analysis of the Methodology of Sirah in Dr. Muhammad Akram Zia Al-Omari's "Sirah An-Nabawiyyah Al-Sahihah"

Muhammad Sabir
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.

Abdul Qadeer Siddiq
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.

ABDUL BAQI
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.

Submission: 15-09-2023 *Accepted: 15-10-2023* *Published:30-12-2023*

Abstract

This research work aims to explore the methodology employed by Dr. Zia al-Umari in his compilation "Al-Sirah Al-Nabawiyyah Al-Sahihah." The researcher will elucidate the approach through referencing Quranic verses and Prophetic traditions, providing clarity on the process of citing evidence. Towards the conclusion, a comparative analysis has also been conducted, juxtaposing the citation methods of Dr. Zia al-Umari with those of several other biographers.

***Key Words**: Dr. Zia al- Umari, Al-Sirah Al-Nabawiyyah Al-Sahihah, Quranic verses, Prophetic traditions, Comparative analysis.*

CC BY

ڈاکٹر محمد اکرم ضیاء العمری کی "سیرت النبویہ الصحیحہ" کے منہج سیرت کا تجزیاتی مطالعہ

تعارف:

اسلامی علوم میں، جیسا کہ فقہ اور تفسیر، ہمیشہ قرآن اور سنت کی بنیادوں پر مبنی ہوتی ہیں۔ یہ دو مقدس مصادر مقصد حاصل کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، فرض نمازوں کی شرعی حیثیت اور کیفیت جاننے کے لئے، مسلمان ان نمازوں کے بارے میں قرآن اور حدیثوں کی روشنی میں مطالعہ کرتے ہیں۔ سیرتِ نبی بھی ایک دینی اور شرعی علم ہے، جس میں نبی کی حیات و اعمال کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس علم کے ٹھوس، مضبوط، ثابت اور غیر ثابت شدہ روایات معلوم کرنے کے لئے بھی قرآن اور سنت ہی کا سہارا لیا جاتا ہے. یہ معلومات محققین کے لئے بھی مؤثر ہیں، جو اسی ترکیب کا اطلاق کر کے اپنی تحقیقات میں پیش کرتے ہیں۔ وہ افراد جنہوں نے اپنی تحقیقات کا شعبہ سیرتِ نبی میں بنایا ہے اور خالص اسی موضوع پر محنت کی ہے، ان میں سے ایک مقدس شخصیت ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری ہیں۔ انہوں نے اس دائرہ موضوع پر جتنی بھی تحقیقات کی ہیں، اپنی تمام تحقیقات ت میں بڑی لگن اور محنت سے کام کیا ہے۔ ان کی خدمات اس موضوع میں اتنی مضبوط ہیں کہ انہیں اس دورے میں لکھنے والے محققین میں سے ایک مستند اور جان دار مورخ مانا جاتا ہے۔ ان کی متعدد تحقیقات میں سے ایک کتاب "السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ" ہے، جس میں مصنف نے سیرت نبوی کی مرویات کو محدثین کرام کے طرز پر چھان بین کیا ہے۔ اس لئے میں نے اس کتاب کے منہج کو اپنا تحقیقاتی موضوع بنایا ہے۔

سیرت نبوی کا مفہوم

سیرت کے لغوی اعتبار سے دو معانی ہیں: ایک: طریقہ اور دوسرا: سنت ۱۔

اصطلاحی اعتبار سے سیرت کی مختلف تعریفات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی تعریف: نبی کریم ﷺ کے وہ حالات کو احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوں۔

دوسری تعریف: آپ ﷺ کا قول یا فعل یا تقریر یا فطری عادات یا کسبی عادات یا حالات، چاہے بعثت سے پہلے کے ہوں یا بعد کے۔

مذکورہ بالا دونوں تعریفیں محمد العواجی نے اپنی کتاب میں بیان کی ہیں ۲، اور انہوں نے سیرت کے مفہوم کو سنت کے مفہوم سے عام رکھا ہے، اور اس تعریف کی طرف جمال الدین القاسمی نے اپنی کتاب میں بھی اظہار کیا ہے ۳۔

تیسری تعریف: آپ ﷺ کی زندگی، ان کے جملہ صحابہ کرام کی معلومات، ان کے اخلاق، ان کی صفات، ان کے خصائص، ان کے نبوت کے دلائل اور آپ کے زمانے کے احوال کو جاننا اور پڑھنا ۴۔

یہ تعریف مورخین علماء اور محدثین علماء کی تعریف کا مجموعہ ہے، اس لیے کہ محدثین کرام سنت اور سیرت کو مترادف قرار دیتے ہیں اور علماء تاریخ آپ ﷺ کی اخبار اور ان کی مغازی کو سیرت کی تعریف قرار دیتے ہیں اس لحاظ سے دونوں تعریفیں ایک دوسرے کی موید بن کر مکمل جامع تعریف بن جاتی ہے۔

چوتھی تعریف: سیرت سے مراد آپ ﷺ کی اسلامی تعلیمات سے متعلقہ تمام امور ہیں ۵۔

ان تمام تعریفات میں سے ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے چوتھی تعریف کو اختیار کیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی دو

تعریفات سے اصلاحی سنت اور اصطلاحی سیرت کے درمیان واضح نہیں ہو رہا۔

اور تیسری تعریف کو اس لیے اختیار نہیں کیا کہ اس تعریف کے مطابق بعض اوقات سیرت میں غیر متعلقہ ابحاث شامل ہو جاتی ہیں، جیسے آپ ﷺ کے اخلاق، ان کی صفات، ان کی خصوصیات وغیرہ، جب کہ ان چیزوں کا تعلق صرف شمائل النبی ﷺ سے ہے سیرت سے نہیں۔

ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے اپنی کتاب السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ میں ایک مضبوط اور ٹھوس طریقہ اپنایا ہے، اور اس منہج کو اس طور پر تقویت ملتی ہے کہ انہوں نے اس کتاب میں جو استدلال کے طرق اپنائے ہیں کہ وہ محدثین کرام کے طرز پر سیر کی روایات کا موازنہ کرتے ہیں، اور اانہوں نے سیرت کے لیے قرآن وحدیث کو ہی اول مصادر میں شمار کیا ہے اور یہ بات علماء نے بھی تاکید سے بیان کی ہے ۶ نیز ان کی اس کتاب کے اس طرز کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

قرآن کریم کی ان آیات سے بلاواسطہ استدلال کیا ہے جن میں آپ ﷺ کے زمانے کے کسی واقعہ کا صراحت کے ساتھ تذکرہ ہوا ہو یا کسی خاص واقعے کی خصوصیات بیان کی ہوں، ذیل میں ان آیات میں سے کچھ بمع طریقہ استدلال پیش کی جاتی ہیں:

"وَلَقَدۡ نَصَرَكُمُ ٱللَّهُ بِبَدۡرٖ وَأَنتُمۡ أَذِلَّةٞۖ فَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ - إِذۡ تَقُولُ لِلۡمُؤۡمِنِينَ أَلَن يَكۡفِيَكُمۡ أَن يُمِدَّكُمۡ رَبُّكُم بِثَلَٰثَةِ ءَالَٰفٖ مِّنَ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ مُنزَلِينَ - بَلَىٰٓۚ إِن تَصۡبِرُواْ وَتَتَّقُواْ وَيَأۡتُوكُم مِّن فَوۡرِهِمۡ هَٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُم بِخَمۡسَةِ ءَالَٰفٖ مِّنَ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِينَ - وَمَا جَعَلَهُ ٱللَّهُ إِلَّا بُشۡرَىٰ لَكُمۡ وَلِتَطۡمَئِنَّ قُلُوبُكُم بِهِۦۗ وَمَا ٱلنَّصۡرُ إِلَّا مِنۡ عِندِ ٱللَّهِ ٱلۡعَزِيزِ ٱلۡحَكِيمِ"۷

ان آیات سے استدلال کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی مدد و نصرت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے تھی، اور مذکورہ آیات میں غزوہ بدر کا تذکرہ صراحت کے ساتھ موجود ہے۸۔

"إِذۡ تَسۡتَغِيثُونَ رَبَّكُمۡ فَٱسۡتَجَابَ لَكُمۡ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلۡفٖ مِّنَ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ مُرۡدِفِينَ - وَمَا جَعَلَهُ ٱللَّهُ إِلَّا بُشۡرَىٰ وَلِتَطۡمَئِنَّ بِهِۦ قُلُوبُكُمۡۚ وَمَا ٱلنَّصۡرُ إِلَّا مِنۡ عِندِ ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ" ۹ -

ان آیات سے بھی غزوہ بدر میں مسلمانوں کی مدد و نصرت پر استدلال کیا ہے لیکن ان آیات میں غزوہ بدر کا صراحت کے ساتھ تذکرہ نہیں ہوا بلکہ اس دن کی کچھ چند ایسی خصوصیات بیان ہیں جو صرف اسی دن کے ساتھ خاص ہیں اور وہ خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہزار فرشتوں کے ذریعے مسلمانوں کی مدد کی "بِأَلۡفٖ مِّنَ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ مُرۡدِفِينَ"۱۰۔

" لَقَدۡ نَصَرَكُمُ ٱللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٖ وَيَوۡمَ حُنَيۡنٍ إِذۡ أَعۡجَبَتۡكُمۡ كَثۡرَتُكُمۡ فَلَمۡ تُغۡنِ عَنكُمۡ شَيۡـٔٗا وَضَاقَتۡ عَلَيۡكُمُ ٱلۡأَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ ثُمَّ وَلَّيۡتُم مُّدۡبِرِينَ ۱۱"-

اس آیت مبارکہ سے استدلال کیا ہے کہ جب مسلمانوں نے اپنی کثرت پر عجب ہونے لگا تو اس عجب کی وجہ سے ان کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جس کے بعد متصلاً اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یاد دہانی کرائی کہ تمہیں صرف اللہ پر توکل کرنے کی وجہ سے ہی کامیابی مل سکتی ہے، نیز ان آیات میں واقعہ یعنی غزوہ حنین کا تذکرہ صراحت کے ساتھ بھی ہوا۱۲۔

"وَعَلَى ٱلثَّلَٰثَةِ ٱلَّذِينَ خُلِّفُواْ حَتَّىٰٓ إِذَا ضَاقَتۡ عَلَيۡهِمُ ٱلۡأَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ وَضَاقَتۡ عَلَيۡهِمۡ أَنفُسُهُمۡ وَظَنُّوٓاْ أَن لَّا مَلۡجَأَ مِنَ ٱللَّهِ إِلَّآ إِلَيۡهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ لِيَتُوبُوٓاْۚ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ۱۳"-

ان آیات سے غزوہ تبوک میں انصار میں سے جو تین آدمی شامل نہیں ہوئے تھے وہ تین یہ تھے: کعب بن مالک، مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ، اور ان آیات غزوہ تبوک کے اہم خواص بیان کیے ہوئے ہیں "وَعَلَى ٱلثَّلَٰثَةِ ٱلَّذِينَ خُلِّفُواْ"، اور ان آیات میں اس غزوے کا نام کے ساتھ صریح تذکرہ موجود نہیں ہے بلکہ اس غزوے کا خواص بیان کیے ہیں ۱۴۔

مشورہ کے متعلق اس آیت "فَبِمَا رَحۡمَةٖ مِّنَ ٱللَّهِ لِنتَ لَهُمۡۖ وَلَوۡ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ ٱلۡقَلۡبِ لَٱنفَضُّواْ مِنۡ حَوۡلِكَۖ فَٱعۡفُ عَنۡهُمۡ وَٱسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَشَاوِرۡهُمۡ فِي ٱلۡأَمۡرِۖ فَإِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلۡمُتَوَكِّلِينَ "۱۵ سے استدلال کیا ہے کہ آپ ﷺ مشورے کا خوب اہتمام فرماتے تھے، اور آپ ﷺ اور صحابہ کرام کے مابین غزوہ احد میں مکہ میں ٹھہرنے یا مکہ سے باہر نکل کر کفار سے لڑائی کرنے کے متعلق مشورہ کیا تھا، اور یہ آیات احد کے خاص واقعے کے متعلق نازل نہیں ہوئی بلکہ اس آیت کا عموم ہر موقع کے لیے قابل عمل ہے جہاں بھی مسلمان اس کی ضرورت محسوس کریں، جیسے غزوہ بدر اور غزوہ خندق اور یوم حدیبیہ جیسے اہم واقعات میں ہر عمل انجام دیا گیا، ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اس آیت کا تعلق غزوہ احد میں مشاورت کرنے کے ساتھ ہے حالاں کہ یہ آیت صرف اس واقعے کی وجہ سے نازل نہیں ہوئی نہ ہی اس کے موقع کے ساتھ خاص ہے ۱۶۔

" قُلۡ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٞ مِّثۡلُكُمۡ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمۡ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞۖ فَمَن كَانَ يَرۡجُواْ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلۡيَعۡمَلۡ عَمَلٗا صَٰلِحٗا وَلَا يُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدَۢا "۱۷– اس آیت سے آپ ﷺ کے بشر ہونے پر استدلال کیا ہے، حالاں کہ یہ آیت آپ ﷺ کی بشریت بتانے کے لیے نازل نہیں ہوئی بلکہ واقعہ افک کے متعلق نازل ہوئی ہے، جب منافقین آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی تھی ۱۸۔

" وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةٗ لِّلۡعَٰلَمِينَ "۱۹ ان آیات سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی رسالت مبارک جہانگیر تھی، کہ جزیرہ عرب کے باہر کے بادشاہ بھی آپ ﷺ کی مکاتبت میں رہے، جب کہ یہ آیت بھی کسی خاص واقعے کے لیے نازل نہیں ہوئی ۲۰۔

" أَفَرَءَيۡتُمُ ٱللَّٰتَ وَٱلۡعُزَّىٰ - وَمَنَوٰةَ ٱلثَّالِثَةَ ٱلۡأُخۡرَىٰٓ "۲۱ ان آیات سے ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری استدلال کیا ہے کہ ان کا نزول فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں بتوں کے مرکزی مقام کو ختم کرنے کی وجہ سے ہوا تھا، حالاں کہ یہ آیات کریمہ کسی خاص موقع اور کسی خاص سبب کے ساتھ مختص نہیں ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء العمری کا دیگر علماء کے ساتھ سیرت نبوی پر استدلال کے منہج کا تقابلی جائزہ:

علماء سیرت کا ہمیشہ یہی طرز رہا ہے کہ وہ سیرت کے متعلق جاننے کے لیے سب سے پہلا اور بنیادی مرجع قرآن کریم کو قرار دیتے ہیں اور اس بات پر کئی ایک علماء کے اقوال بھی موجود ہیں: انہی میں سے ایک قول ڈاکٹر فاروق حمادہ کا ہے کہ:

"(القرآن الكريم) هو أول المصادر التِ يُب على الباحث أن يرجع إليه فِ معرفة حياة المصطفى صلى الله عليه وسلم وسيرته، فقد جاء في ثنايا القرآن الكريم كثير من الآيات التِي عرضت لحياته صلى الله عليه وسلم قبل البعثة وبعدها، من ولَدته ونشأته إلَ أن التحق بالرفيق الأعلى۲۲."

اسی طرح ڈاکٹر محمد انوار البکری کا قول ہے: " لا بد لأي باحث يريد أن يصنف في السيرة النبوية أو يكتب فيها أن يجعل من القرآن الكريم مصدرا أساسيا له۲۳." مختصرا یہ کہ علماء سیرت نے جس طرح سیرت نبی میں استدلال کے لیے قرآن کریم کو بنیادی اور اولین مصدر اور مرجع قرار دیا ہے اسی طرح ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے بھی اسی منہج کو پیروی کی ہے اور اس بات کا اظہار انہوں نے اپنے اس قول میں بھی کیا ہے " ویقف القرآن الکریم فی مقدمۃ مصادر السیرۃ" ۲۴ پھر اس پر مستزاد ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے کتب تفاسیر کی طرف بھی رجوع کو اس کے ساتھ جوڑا ہے، اس لیے کہ قرآن کریم سے مکمل طور پر استفادہ کتب تفاسیر میں تفاسیر ماثورہ کی طرف رجوع کرنے کے بعد ملتا ہے ۲۵۔ اور اس کے ساتھ یہ بات بھی واضح رہے کہ ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کا یہ منہج استدلال کوئی نیا اور ان کا ایجاد کردہ نہیں ہے بلکہ اسی منہج پر علماء سیرت کا طرز بھی ملتا ہے اور پھر امام ابن قیم الجوزیؒ نے اسی منہج کو ااختیار کیا ہے ۲۶۔

ڈاکٹر سلطان العکایلہ نے ''شاہد العیان'' نے تعریف اس طرح کی ہے: "المصطلح الذي يغلب إطلاقه على من شاهد الحديث بعينه و نقله كما رآه۲۷". اہل علم اور ان میں سے بطورِ خاص علماء سیرت نے شاہد العیان کی روایات کو بالاتفاق قبول کیا ہے، اس لیے کہ جو شخص کسی واقعے اور حادثے کو خود مشاہدہ کرتا ہے اس میں اور قصے کو حکایت کرنے والے میں فرق مسلم ہے، جیسے کہ آپ ﷺ کا ایک قول بھی ہے: "ليس الخبر كالمعاينة". اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اپنے قوم کے متعلق پتا چلا کہ انہوں نے نافرمانی کی ہے تو انہوں نے اس وقت تک اطمینان ظاہر نہیں کیا جب تک کہ خود مشاہدہ نہیں کر لیا تھا ۲۸، اور یہاں روایات کے باب میں بھی یہی بات زیادہ بہتر ہے کہ جو شخص بلاواسطہ کسی قصے کا شاہد کو اس کی خبر اور روایت زیادہ قابل قبول سمجھی جانی چاہیے ۲۹۔

ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے شاہد العیان والی روایات سے استدلال کرنے سے پہلے شاہد العیان مفہوم کو واضح طور پر بیان کیا ہے، پھر روایات بیان کی ہیں، ان مستدلات میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱: حضرت عبد اللہ بن عمر کی روایت بیان کی ہے چوں کہ وہ غزوہ بنی مصطلق میں مسلمانوں اور کفار کے ہجوم کے واقعے کو بیان کیا ہے، اور پھر اسی روایت کو شاہد العیان کی روایت کی وجہ سے دیگر روایات پر تقویت ہے تو امام بخاریؒ و مسلمؒ نے ان کی روایت کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، اسی کو ڈاکٹر اکرم نے یوں بیان کیا ہے: '' بخاری و مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ جو واقعہ غزوہ بنی المصطلق کے عینی شاہد تھے، سے روایت لی ہے: "أن النبي صلى الله عليه وسلم أغار على بني المصطلق وهم غارون وأنعامهم تسقي على الماء فقتل مقاتلتهم وسبى ذراريهم و أصاب يو مئذ جويرية ۳۰".

۲: اسی طرح حضرت زید بن ارقم کی روایت کو لیا ہے چوں کہ ان کے ساتھ ماء مریسیع پر منافقین نے اسلام کے ساتھ حسد و عداوت کی وجہ سے جو سلوک کیا، اور پھر سورۃ المنافقون کی آیت میں ان منافقین کی برائی بیان کرنے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی، ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کہتے ہیں کہ زید بن ارقم کی چوں کہ اس روایت کے راوی شاہد العیان ہیں (میں ان جنگجوں میں شامل تھا (قال: کنت فی غزاۃ ۳۱) اس لیے ان کی حکایت لینا سب سے بہتر ہے۔

۳: اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ کی روایات پر بھی اعتماد کیا ہے، اس لیے کہ وہ آپ ﷺ پر منافقین کی جانب سے کیے جانے والے مظالم اور ایذاء رسانیوں کے عینی شاہد تھے، اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر اکرم ضیاء

العمری لکھتے ہیں:" ویحکی شاهد عیان هو عبدا لله بن مسعود رضي الله عنه : بینما رسول الله صلى الله علیه وسلم قاتم یصلي عند الکعبة، وجمع من قریش في مجالسهم إذ قال قائل منهم: ألا تنظرون إلى هذا المرائي؟ أیکم یقوم إلى جزو ر آل فلان، فیعمد إلى فرثها و دمها وسلاها، فیجیئ به ثم یمهله حتى إذا سجد وضعه بین کتفیه۳۲"

۳: اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود کی ایک اور روایت جس میں وہ عینی شاہد ہیں کہ پہلے سات اسلام لانے والوں کے نام والی روایت :اس کے متعلق ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری فرماتے ہیں : "قال عبد الله بن مسعود وهو شاهد عیان : أول من أظهر إسلامه سبعة، رسول الله صلى الله علیه وسلم، و أبوبکر، وعمار، وأمه سمیة، و صهیب، وبلال، والمقداد۳۳".

۴: اسی طرح حضرت عقیل بن ابو طالب کی روایت کو قابل اعتبار قرار دیتے ہوئے اسے اختیار کیا ہے، اس لیے کہ حضورﷺ کو دعوت سے روکنے کے لیے قریش ابو طالب سے مطالبہ کرتے تھے کہ اپنے بھتیجے کو سمجھائیں کہ وہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے اور ہمیں اذیت دیتا ہے، ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری اس روایت کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "قال عقیل بن أبي طالب وهو شاهد عیان مشارك في الحدث: جاءت قریش إلى أبي طالب، فقالوا: إن ابن أخیك هذا قد آذنا في نادینا ومسجدنا فانهه عنا، فقال: یا عقیل، انطلق فائتني بمحمد- صلى الله علیه وسلم۳٤-".

۵: اسی طرح حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت کو بھی لیا ہے چوں کہ وہ عقبہ اولی میں عینی شاہد تھے کہ جب مختلف امور میں حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اسی روایت کو لیتے ہوئے ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری لکھتے ہیں : " إن من مصدر المعلومات الصحیحة الرئیسي عن بیعة العقبة الأولى هو عبادة بن الصامت الخزرجي- وهو شاهد عیان مشارك بالبیعة- وقد جاءت روایته في الصحیحین: وسیرة ابن اسحاق، لکنها عند ابن اسحاق أوضح وأکمل۳۵". بعض مواقع پر ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے شاہد عیان کی تصریح کے بغیر رویات ذکر کی ہیں اور ان سے استدلال کیا ہے، لیکن شاہد عیان کی تعیین قرینہ سے ہو رہی ہے، اسی طریق استدلال کی بعض مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

۱: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہجرت کا واقعہ جو انہوں نے خود ہی بیان کیا ہے، اس تاریخی روایت کو لیا ہے اور وہی اس روایت کے شاہد عیان بھی ہیں، اس کو ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری لکھتے ہیں: "وثمة صورة تاریخیة لحدث آخر هو هجرة عمر بن الخطاب کما حدث بنفسه قال ؛ اتعدت لما أردنا الهجرة إلى المدینة أنا وعیاش بن أبي ربیعة ، وهشام بن العاص بن وائل السهمي، التناضب من أضاریة بني غفار فوق سرف۳٦"مذکورہ روایت میں بلاتصریح شاہد عیان کی طرف اشارہ کر دیا ہے: "کما حدث بها بنفسه".

۲: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مدینہ کی طرف ہجرت کے متعلق روایت کو لیا ہے کہ جب انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت میں اللہ تعالی کی حکم کی وجہ سے تاخیر کی تھی، پھر دونوں حضرات جبل ثور کی طرف روانہ ہوئے، اور اس واقعے کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خود بیان کیا ہے اور وہ خود آپﷺ کے ساتھ موجود تھے، اسی روایت کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر اکرم ضیاء

العمری لکھتے ہیں: " وقد خرج الاثنان إلى جبل ثور حيث أويا إلى غار فيه، وتعقبهم المشركون إلى المكان حتى بدت أقدامهم خارج الغار فقال الصديق رضي الله عنه: لو نظر أحدهم تحت قدمه لرآنا فقال الرسول صلى الله عليه وسلم أبا بكر ما ظنك باثنين الله ثالثهما، متفق عليه۳۷".

مذکورہ روایت میں اگر ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کنایتاً شاہد العیان کی طرف اشارہ نہ کرتے پھر چوں کہ یہ روایت صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ سے ہی مروی ہے اس لیے اس روایت کا شاہد العیان ہونا معلوم ہو سکتا ہے۔

۳: مسلمانوں کے غزوہ بدر میں رمضان کی ساتویں شب کیسی گزاری؟، اس بات کی روایت کے راوی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، جو انہی شب باشوں میں سے تھے، روایت یوں بیان کی ہے: " لقد رأيتنا يوم بدر، وما منا إلا نائم، إلا رسول الله صلى الله عليه وسلم فإنه كان يصلي إلى شجرة ويدعو حتى أصبح۳۸".

مذکورہ روایت میں بھی ڈاکٹر اکرم کی شاہد العیان کی کنایۃ تائید کے بغیر بھی اس بات پر قرینہ ہے کہ یہ روایت شاہد عیان ہے وہ یہ کہ اس روایت کے راوی صرف حضرت علی بن طالب ہی ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء العمری اور دیگر علماء سیرت کا روایات میں سے سیرت نبی پر استدلال کرنے کے منہج کا تقابلی جائزہ

بیسیوں علماء سیرت نے سیرت کے باب میں یہ طرز اپنایا ہے کہ شاہد عیان کی روایات پر اعتماد کیا ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ عینی شاہد کسی واقعے کی تفصیلات کو بیان کرتا ہے تو اس کا بیان دیگر روایوں پر معتبر ہوتا ہے، اور اسی منہج کی وجہ سے اکثر علماء سیرت نے شاہد عیان کی روایات کو مقدم پیش کیا ہے جیسے کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ایسا کیا ہے:"ونلحظ أن الإمام البخاري فِي صحيحه كثيراً ما يختار الرواية من طريق الصحابِ المشارك بالحادثة،كما فعل فِ نقل قصة الإفك عن عائشة رضي الله عنها، وسبب نزول سورة المنافقين عن زيد ابن الارقم، وسبب نزول سورة الجمعة عن جابر بن عبد الله الأنصاري، وقصة نزول سورة التحريم عن عائشة، إلى غير ذلك من الأمثلة الكثيرة۳۹".

جس طرح محدثین کرام نے شاہد عیان کی روایات کو مقدم رکھا ہے جیسے امام بخاری وغیرہ، اسی طرح مورخین حضرات نے بھی اسی طرز کو اپنایا ہے اور شیخ اکرم ضیاء العمری نے اس منہج کو معاصرین میں سے معتبر منہج گردانا ہے۴۰ اور اس کی کئی ایک مثالیں دی جا سکتی ہیں، لیکن ایک مثال پر اکتفاء کیا جاتا ہے، جیسے ایک مشہور مورخ محمد بن عمر الواقدی کو جب ڈاکٹر السلومی نے کہا: "أنه لا يكتف بالسماع بل يقوم بالرحلة الميدانية للوقوف على أرض الحدث حتَّى يحصل على الصورة التامة لأرض الحدث ومعرفة جغرافية المنطقة ٤١" یہ سب اس نے اس لیے کیا تاکہ غزوات کا خود مشاہدہ کر لے ۴۲، اس لیے کہ خود بین اور سامع میں فرق ہوتا ہے، جیسا کہ مشہور ہے۔

خلاصہ یہ کہ ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے محدثین اور مورخین کے طرز پر ہی شاہد عیان کی روایات پر اعتماد کیا ہے، اور اس بات کا انہوں نے مقدمہ میں اقرار کرتے ہوئے کہا ہے: "ويلاحظ الاهتمام في الدراسة بنقل الخبر عن شاهد عيان مشارك بالحادثة، وهو منهج معتبر في الدراسات التاريخية المعاصرة، كما أنه معتبَر في الدراسات الحديثية في القرون الهجرية الأولى٤٣".اور شاہد عیان والی روایات کی تعریف ان الفاظ سے بیان کی ہے:" وهذا أقوى من النقل بواسطة السمع فقط كما يحدث عندما يغيب عن الرواية شاهد العيان٤٤".

اہل اختصاص کی روایات پر اعتماد

ڈاکٹر ضیاء العمری نے روایات سیر میں سے اہل اختصاص کی روایات سے استدلال کیا ہے، اور یہ اہل اختصاص وہ ہیں جو ائمہ سیرت ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ نے فرمایا کہ :''میں مہاجر وانصار اصحاب رسول میں سے اکابر سے ملتا جڑار ہتا اور ان سے مغازی رسول کے متعلق دریافت کرتا رہتا اس لیے کہ اس متعلق قرآن کریم نازل نہیں ہوا تھا۴۵''، ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کی معلومات کے لیے خود سے زیادہ علم والوں کی طرف رجوع کرتے تھے، اور ان کی روایات پر اعتماد کرتے تھے، اسی لیے ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری روایات پر اعتماد کرنے کے لیے اہل اختصاص کی روایات پر ہی اعتماد کرتے ہیں: جیسے ابن اسحاق، واقدی، زہری، مالک بن انس، ابن سعد اور سدی وغیرہ یہ سارے سیرت اور مغازی کے باب میں اہل اختصاص ہیں، ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کا یہ منہج دو طریقوں پر مشتمل ہے:

پہلا طریقہ : ایسی رویات جو اہل اختصاص سے مروی نہیں ہے لیکن ان روایات میں واقعے کا درست بیان ہو یا صحیح روایت کی مخالفت نہ ہو تو ان روایات کو قبول کرنے میں نرمی کا پہلو اختیار کرنا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رسول کریم ﷺ سے شادی کے وقت کی عمر والی روایت کو لیا ہے اور یہ روایت ابن اسحاق اور واقدی کے بیان کی ہوئی ہے نیز یہ روایت باوجود یہ کہ ان دونوں کی سند کے بغیر ہے لیکن اسے اختیار کیا ہے، اور ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری لکھتے ہیں: "ويذهب ابن اسحاق إلى أن خديجة كانت في الثامنة والعشرين من العمر، في حين تذهب رواية الواقدي إلى أنها كانت في الأربعين٤٦".

ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے وقت کی عمر کو بری باریک بینی سے بیان کیا ہے، اور یہ روایت واقدی اور اسحاق سے سے لی ہے، اور اس روایت کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر اکرم نے یوں اشاہ کیا ہے:"ولكن اسحاق جعل إسلام عمر بعد هجرة الحبشة وذكر من وجه آخر إنه عقب هجرة الحبشة الأولى، وتحدد رواية الواقدي إسلامه في ذي الحجة السنة السادسة من البعثة٤٧".

اس روایت میں بیان کردہ بات (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر) چوں کہ اہل اختصاص کی بیان کردہ روایت سے مختلف نہیں ہے، اس لیے اسے بھی قبول کر لیا ہے۔

حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں سب سے پہلا شخص شمار کیے جانے والی روایت کو بھی اسحاق نے بیان کیا ہے اور وہ بھی سند کے بغیر ہے۴۸، لیکن ڈاکٹر اکرم نے اسے اختیار کیا ہے، اس لیے کہ یہ دیگر صحیح روایات کی مخالف نہیں ہے، اور نہ اس میں بیان کردہ بات ان سے متضاد ہے، اس بات کو یوں بیان کرتے ہیں: "ويتفق موسى بن عقبة وابن إسحاق على أن أبا سلمة بن عبد الأسد هو أول من هاجر من مكة إلى المدينة بعد أن آذته قريش إثر عودته من هجرة الحبشة فتوجه إلى المدينة قبل بيعة العقبة بسنة."٤٩

طائف والے دن کا قصہ کہ جب ابو سفیان اور مغیرہ بن شعبۃ دونوں موجود تھے اور ''لات'' نامی بت کو توڑا گیا، اس روایت کو اسحاق نے روایت کیا ہے، اس کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وقد حكى ابن إسحق وصفا لحادثة هدم اللات

واجتماع النساء الثقفيات حولا يبكين حتّى أتم المغيرة هدمها وأخذ مالًا من الذهب والجزع ٥٠". یہ واقعہ بھی اسحاق کی روایت سے لیا ہے اور اس میں ان دونوں حضرات کے موجود ہونے کے اضافے کے ساتھ ہے اور سے معتبر گردانتے ہوئے اختیار کیا ہے۔

دوسرا طریقہ: اہل اختصاص کی جو روایات صحیح راویات کی مخالف تھیں انہیں رد کیا ہے:

ڈاکٹر اکرم نے اہل اختصاص کی روایت کو رد کیا ہے وہ یہ ہے: "وأما ما نقله ابن إسحاق من أن العباس نظر إلى أبي طالب يحرك شفتيه، فقال لرسول الله: يا ابن أخي والله لقد قال أخي الكلمة التي أمرته أن يقولًا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لم أسمع. فهو خبر لا يصح٥١".

مذکورہ روایت اگرچہ اہل اختصاص سے ہے لیکن یہ صحیح روایت جو صحیحین میں مذکور ہے ۵۲ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے، صحیح روایت میں یوں وارد ہے: "أن أبا طالب أبى للتلفظ بالشهادة عنادا، لكبر سنه ولشدة حفظه لعرضه أمام قومه".

اسی طرح طائف کی طرف سفر والے قصے کو واقدی نے بیان کیا ہے لیکن اس کے بیان کردہ قصے اور صحیح روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کی ہے اور اس میں آپ ﷺ کے طائف کے واقعے کے جو احوال ۵۳ بیان کیے ہیں جس میں طائف میں پتھر لگنے اور پھر راستے میں واپسی کے حالات وغیرہ ہیں ۵۴، ان میں فرق ہے اور ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری اور دیگر علماء سیرت کا سیرتِ نبی کے باب میں اہل اختصاص کی روایات پر اعتماد کرنے کا تقابلی جائزہ

محدثین کرام کا اہل اختصاص کی روایات کو قبول کرنے اور ان پر اعتماد کرنے کے منہج پر غور کیا جائے تو ان میں سے بعض نے بغیر اسناد اور حتی کے ضعیف سند والی احادیث کو بھی لیا ہے اور اپنے موقف میں بہت نرمی دکھائی ہے، اور بعض ایسے ہیں جنہوں نے صرف علماء سیرت کے نزدیک متفقہ روایات کو لیا ہے، اور ایسے ہیں کہ جنہوں نے صرف بعض ائمہ سیرت کے منقولات پر اکتفاء کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روایات کو لینے کے متعلق کوئی خاص لگے بندھا قانون نہیں ہے بلکہ اس بابت کافی وسعت ہے، لیکن ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے عقائد اور احکام کے علاوہ کے معاملے میں جو روایت آئی ہے وہ قبول نہیں کی البتہ اس کے علاوہ ضعیف سند اور بغیر سند والی روایت کو لیا ہے اور اس شرط کے ساتھ کہ وہ کسی اصح روایت سے ٹکراتی بھی نہ ہو اور کسی ایسے مورخ سے منقول ہو جو عادل، ثقہ بھی ہو اور اس کی شہادت بھی قبول کی جاتی ہو ۵۵۔

درج بال منہج سے دیکھا جائے تو ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے اس طرز میں بھی دیگر علماء کی موافقت کی ہے، اور اس بات کو انہوں نے اپنے اس قول میں بیان کیا ہے: "ويلاحظ القارئ أن الروايات الضعيفة من الناحية الحديثية لم تستبعد نَائياً بل تمت الإفادة منها في الموضوعات التي لا تتعلق بالعقيدة أو الشريعة٥٦". لیکن سیرت کا عنوان چوں کہ عقیدہ اور شرعی احکام سے متعلق نہیں ہوتا اس لیے اس کے لیے درج بالا شرائط کے بغیر بھی روایات کو لیا ہے۔

اور ایک اور جگہ یوں لکھتے ہیں: "إن الأمور المتفق عليها بين هؤلَاء الإخباريين – هم الرجال المتخصصين في فن السيرة - يْمكن أن تحتل مكانها في الدراسات التاريخية ما لم تتعلق بالعقيدة أو الشريعة.."٥٧ اسی بات کو مزید تاکید اور وضاحت کے ساتھ اپنی کتاب کے آخر میں یوں لکھا ہے: "اشتراط الصحة الحديثية في كل رواية تَاريخية

نريد قبولًا فيه تعسف؛ لأنْ ما تنطبق عليه هذه الشروط لا يكتفي لتغطية العصور المختلفة للتاريخ الإسلامي، مما يولد فجوات ضخمة في تَاريخنا... لذلك يكتفي في الفترات اللاحقة التوثيق من عدالة المؤرخ وضبطه لقبول ما يسجله مع استخدام قواعد النقد الحديثي في الترجيح عند التعارض بين المؤرخين. إن اشتَراط الأمانة والثقة والدين في المورخ ضروري لقبول شهادته على الرجال والأمم وتقويم دورهم التاريخي"٥٨.

نتائج البحث

آپ علیہ السلام کی تمام عملی زندگی کا تعلق سیرت سے ہے۔ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے قرآن کریم سے استدلال کے لیے دو طریقے اختیار کیے ہیں۔پہلا طریقہ ہے بلاواسطہ آیت سے استدلال، یعنی سیدھی سادی آیت سے استدلال کرنا۔ دوسرا طریقہ ہے بالواسطہ استدلال، یعنی کسی دوسرے ذریعے سے قرآن کریم کی آیت پر استدلال کرنا۔ ان کا منہج استدلال علماء سیرت اور محدثین کرام کے منہج کا انعکاس ہے۔ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے روایات میں شاہد العیان کی تصریح کرنے والی روایات کو کنائی طور پر شاہد العیان کی تعیین کرنے والی روایات پر ترجیح دی ہے۔ اس منہج میں بھی وہ علماء سیرت اور محدثین کرام کے پیرو ہیں۔ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے اہل اختصاص کی غیر صحیح روایات کو اس صورت میں قبول کیا ہے جب وہ اصل قصے میں زیادتی نہ کرتی ہوں یا صحیح روایت کے خلاف نہ ہوں۔ اس کے برعکس، اگر کوئی روایت اہل اختصاص کی ہو اور وہ صحیح روایت کے خلاف ہو تو ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے اسے رد کیا ہے۔یہ منہج اور طرز علماء سیرت، محدثین اور مورخین کرام کے منہج کے مطابق ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

١ابن فارس، أحمد بن فارس بن زكرياء القزوينِ الرازي (ت٣٩٠هـ/١٠٠٤م،) معجم مقاييس اللغة، دار الفكر، بيروت، ١٩٧٩ء، جلد ،٣صفحه ،٤٢٣

[٢] العجلونى، محمد بن محمد أهمية دراسة السيرة النبوية والعناية بها في حياة المسلمين، المدينة المنورة: مجمع الملك فهد،صفحه،٤.

[٣] القاسمي، محمد جمال الدين بن محمد سعيد بن قاسم ،قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث، دار إحياء الكتب العربية، ١٩٦١ء، صفحه.٦٤-٦.

[٤] السلمي، محمد بن صامل، وقصاص، عبد الرحمن بن جميل، والموسى، سعد بن موسى والآخرون، صحيح الأثر وجميل العبر من سيرة خير البشر، جدة: مكتبة روائع المملكة، ٢٠١٠ء، صفحه،.١٢.

[5] قريبِ، إبراهيم بن إبراهيم قريبِ، مرويات غزوة حنين وحصار الطائف، المدينة المنورة، عمادة البحث العلمي بالجامعة الإسلامية،١٤١٢هـ، جلد١ ،صفحه،١١۔

[6] روزِني، محمد روزِني بن رملي، منهج النقدي لروايات المغازي والسير عند ابن قيم الجوزية دراسة تطبيقية على كتاب زاد المعاد في هدي خير العباد، الُطروحة استكمالا لمتطلبات الحصول على درجة الدكتورة في الحديث الشريف وعلومه، المشرف: الدكتور عبد الكريم أحمد وريكات، كلية الدراسات العليا، الجامعة الأردنية، ٢٠١٤ء، صفحه،.٢٢.

[7] آل عمران ١٢٣-١٢٦

[8] العمري، د. أكرم ضياء العمري، السيرةُ النَّبَويَّةُ الصحيْحةُ مُحَاوَلَةٌ لِتَطبِيْق قَواعد المُحدثِين في نَقد رَوَايا ت السِّيرَةِ النَّبَويَّة، ، المدينة المنورة: مكتبة العلوم والحكم، 1994 ء ، جلد ،،٢صفحه،٣٦٤.

[9] الأنفال: ٩-١٠

[10] ايضا

[11] التوبة: ٢٥

[12] السيره النبويه الصحيحه،صفحه492 .

[13] التوبة: ١١٨

[14] السيره النبويه الصحيحه،صفحه،٥٣٦.

[15] آل عمران: ١٥٩

[16] ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي تفسير القرآن العظيم، دار الصديق، ٢٠١٤، جلد ١ ،صفحه٥٤٦.

[17] الكهف:١١٠

[18] السيره النبويه الصحيحه ،صفحه٤١٥.

[19] الانبياء: ١٠٧

[20] السيره النبويه الصحيحه ،صفحه٤٥٥.

[21] النجم:19-20

[22] فاروق حمادة، مصادر السيرة النبوية وتقويُها، دار قلم،٢٠٠٣، صفحه،٣٩.

[23] البكري، محمد أنوار بن محمد علي، مصادر تلقي السيرة النبوية، المدينة المنورة: مجمعع الملك فهد، صفحه،٢١.

[24] السيره النبويه الصحيحه ،صفحه،٤٧.

[25] السيره النبويه الصحيحه ،صفحه ٤٩

[26] روزِيي، محمد روزِيي بن رملي، منهج النقدي لروايات المغازي والسيرالدكتور عبد الكريم أحمد وريكات، كلية الدراسات العليا، الجامعة الُأردنية، ٢٠١٤ء، صفحه،٣٢.

[27] العكايلة، سلطان سند، شاهد العيان وأثره في الروايات التاريخية دراسة تطبيقية على صحيح البخاري، مجلة دراسة بالجامعة الُأردونية، ٢٠١٣ء، صفحه٦٠٣.

[28] خرجه الحاكم، أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبِ الطهمان النيسابوري،

المستدرك على الصحيحين، ۱۹۹۰، جلد۲،صفحه۳۵۱،رقم الحديث.۳۲۵۰.

[۲۹] منهج النقدي لروايات المغازي والسير، صفحه۴۱-۴۲.

[۳۰] أخرجه البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري ،صحيح البخاري، جلد ۳،صفحه۱۴۸،رقم الحديث.۲۵۴۱.

[۳۱] السيره النبويه الصحيحه ،جلد۲،صفحه۴۰۸.

[۳۲] ايضا، جلد۱، صفحه۱۴۸.

[۳۳] ايضا، ،ص۱۳۸

[۳٤] الْلبان، أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الْشقودري الألباني ،سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائده، الرياض: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع،، ج ۱،فحه ۱۹۴،رقم الحديث.۹۲.

[۳۵] ابن هشام، عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبو محمد، جمال الدين ،السيرة النبوية لابن هشام، مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابِ الحلبِ وأولَده، 1955 ، جلد ۱،صفحه۴۳۳-۴۳۴.

[۳٦] السيرة النبوية لابن هشام، جلد۱،صفحه۴۷۵- 476.

[۳۷] السيره النبويه الصحيحه ،صفحه۲۳۶.

[۳۸] أحمد، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيبان ، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، 2001 ، جلد ۲، ،صفحه ، ۸۱،رقم الحديث.۶۵۴.

[۳۹] السيره النبويه الصحيحه ،صفحه۱۹.

[٤۰] ايضا،صفحه، ۱۸،۱۹.

[٤۱] السلومي، عبد العزيز بن سليمان بن ناصر، الواقدي وكتابه المغازي: منهجه ومصادره، المدينة المنورة: مكتبة الملك فهد الوطنية، صفحه۱

[٤۲] منهج النقدي لروايات المغازي والسير عند ابن قيم الجوزية دراسة تطبيقية على كتاب زاد المعاد في هدي خير العباد، صفحه۴۲.

[٤۳] السيره النبويه الصحيحه ،صفحه-۱۹.

[٤٤] السيره النبويه الصحيحه ،صفحه۲۰.

[٤۵] عطية، دكتور عطية مختار عطية حسين، مصادر السيرة النبوية بين المحدثين والمؤرخين، ۱۴۲۷ھ، صفحه۲۰،

[٤٦] ابن سعد، أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمِي بالولاء، البصري، البغدادي، الطبقات الكبرى، بيروت: دار الكتب العلمية، ۱۹۹۰ ، جلد۲،صفحه۱۰۵-

٤۷ السيره النبويه الصحيحه ،صفحه۱۷۷..

[٤۸] السيرة النبوية لابن هشام، ، جلد ۱،صفحه۴۶۸-۴۶۹.

[٤۹] السيره النبويه الصحيحه ،صفحه۲۰۲.

[۵۰] ايضا، جلد۲،صفحه۵۴۰.

[۵۱] السيرة النبوية لابن هشام، جلد ۱،صفحه۴۱۸.

[۵۲] مسلم، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري ـالمسند الصحيح المختصر ، بيروت: دار إحياء التَاث العربِ، جلد،۱،صفحه،۵۴ ،رقم الحديث .۲۴.

[۵۳] صحيح البخاري، جلد ،۴،صفحه،۹۵،،۵۴

[۵۴] السيره النبويه الصحيحه ،صفحه، ۱۸۵ـ۱۸۷.

[۵۵] منهج النقدي لروايات المغازي ،صفحه،۵۳.

[۵۶] السيره النبويه الصحيحه ،صفحه،۱۹.

[۵۷] ايضا ،صفحه،20.

[۵۸] ايضا،صفحه، ۴۵.